مولانا مشتاق احمد، چنیوٹ

بچوں کے حقوق اور مغرب کا طرز عمل

اسلام دین فطرت ہے جو کہ تمام شعبہ ہائے زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔ وہ صرف صحیح عقائد اور عبادات پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ہر گوشہ حیات کے متعلق مکمل ہدایات دیتا ہے۔ سیاسی امور ہوں یا معاشرتی مسائل، اقتصادی پہلو ہوں یا اخلاقیات، کوئی گوشہ نامکمل نہیں ہے۔ آج کل چونکہ انسانی حقوق کا شور برپا ہے اس لیے اس اصطلاح میں ہم کہیں گے کہ اسلام میں مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مزدوروں وغیرہم میں سے ہر ایک کے حقوق کا جدا جدا تعین کیا گیا ہے اور یہ تعین کرنے میں سبقت لے جانے کا شرف بھی اسلام ہی کو حاصل ہے اور ہم بلا خوف تردید یہ کہیں گے کہ مذکورہ طبقات کو جتنے انسانی حقوق اسلام نے دیے ہیں، پوری دنیا میں کوئی اور نظام اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

راقم الحروف مذکورہ طبقات میں سے ہر ایک کے حقوق پر قرآن و حدیث کی روشنی میں جدا جدا مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ واللہ الموفق والمعین اس سلسلہ کی ابتدا کرتے ہوئے سردست بچوں کے حقوق پر مختصر اور جامع بحث پیش خدمت ہے۔

جنین ہونے کی حالت میں بچہ کی حفاظت

اسلام میں بچہ کی حفاظت کا، اس کی پیدائش کے بعد نہیں بلکہ جنین ہونے کی حالت میں بھی انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ چند ناگزیر ضرورتوں کے علاوہ خاندانی منصوبہ بندی کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ عموماً وسائل کی قلت خاندانی منصوبہ بندی کی بنیاد قرار دی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے صاف منع کر دیا لا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم ان قتلهم خطأ کبیرا (بنی اسرائیل ۱۷:۳۱) اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالو ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، ان کا مار ڈالنا بڑی غلطی ہے۔ اسی طرح الانعام ۱۴۱ میں اسے بڑا نقصان اور خسارہ قرار دیا گیا ہے۔

صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اگر کوئی ماں پر تشدد کرتا ہے جس کے نتیجہ میں حمل ساقط ہو جاتا ہے تو تشدد کرنے والے پر تاوان مقرر کیا گیا ہے۔ اور اگر ماں بھی ساتھ مرجاتی ہے تو اس پر دیت بھی لازم آئے گی۔ (صحیح بخاری)

بچہ کی کفالت

قرآن و حدیث میں بچہ کی کفالت کے سلسلہ میں متعدد اہم امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مثلاً

۱۔ ماں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے بچہ کو دو برس تک دودھ پلائے خواہ اس کا نکاح باقی ہو یا وہ معتدہ ہو یا عدت گزار چکی ہو سب برابر ہیں۔

۲۔ مدت رضاعت میں والد کے لیے بچہ کی ماں کو نفقہ دینا ضروری ہے خواہ اس کے نکاح میں ہو یا نہ ہو۔

۳۔ بچہ کی وجہ سے ماں، باپ ایک دوسرے کو تنگ اور بلیک میل نہ کریں۔ باپ کے لیے، ماں سے بچہ چھیننا اور کسی دوسری عورت سے دودھ پلانا اور نفقہ میں کمی کرنا اور ماں کا بچہ کو دودھ پلانے سے انکار کرنا دونوں صورتیں قابل مذمت ہیں۔

۴۔ اگر باپ مرجائے تو بچہ کے ورثاء پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے کی مدت میں اس کی ماں کے نان و نفقہ کا خرچ اٹھائیں۔

(حاشیہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ۔ البقرہ ۲۳۳)

۵۔ چھوٹے بچے کی پرورش، مدت رضاعت ختم ہونے کے بعد بھی ماں کا استحقاق ہے کیونکہ بچے کی جو تربیت ماں کر سکتی ہے باپ نہیں کر سکتا۔ ماں کا یہ استحقاق اس وقت تک ہے جب تک

(۱) وہ دوسری شادی نہ کرلے

(۲) وہ خدانخواستہ مرتد نہ ہو جائے

(۳) وہ بدکاری کا ارتکاب نہ کرے

اور مذکورہ امور میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر اس کا استحقاق ختم ہو جائے گا۔

بچہ کے نسب کی حفاظت

اسلام میں بچہ کے نسب کی حفاظت کے لیے متعدد احکام دیے گئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ باپ کسی معقول وجہ کے بغیر بچہ کی اپنی طرف نسبت سے انکار نہیں کر سکتا۔

۲۔ اگر کسی عورت کو طلاق ہو جائے تو اس کے لیے عدت مقرر کر دی تاکہ اگر اس کو حمل ہو تو ظاہر ہو جائے اور بچے کا نسب مشکوک نہ ہو۔

۳۔ ہر بچہ کو اپنے باپ یا قبیلہ کی طرف نسبت کا حق ہے جس سے انکار یا اعراض ممکن نہیں ہے۔ اس کو اپنے نسب کے اظہار سے روکا نہیں جا سکتا۔

یتیم بچہ کی کفالت

یتیم بچوں کی کفالت ایک اہم مسئلہ ہے جس میں معاشرہ، عموماً افراط و تفریط کا شکار رہتا ہے۔ یتیم بچوں کی پرورش اس کی جائداد ہتھیانے کے لیے کی جاتی ہے اور جہاں مالی مفادات نہ ہوں ان کی سرپرستی سے اعراض کیا جاتا ہے، قرآن مجید نے اس رجحان کی خاصی حوصلہ شکنی کی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ یتیم بچہ جب بالغ ہو جائے تو ان کے ولی اور سرپرست کو یہ حکم ہے کہ ان کا مال، ان کے سپرد کر دے۔

۲۔ زمانہ تولیت میں یتیموں کی کسی اچھی چیز کو لے کر اس کے معاوضہ میں بری اور گھٹیا چیز ان کے مال میں شامل نہ کرے۔

۳۔ ان کے مال کو اپنے مال سے ملا کر نہ کھائے مثلاً" ولی کو اجازت ہے کہ اپنا اور یتیم کا کھانا مشترک رکھے مگر یہ ضروری ہے کہ یتیم کا نقصان نہ ہونے پائے، یہ نہ ہو کہ اس شرکت کے بہانے سے یتیم کا مال کھا جائے اور اپنا نفع کر لے کیونکہ یتیم کا مال کھانا سخت گناہ ہے۔

۴۔ نا سمجھ لڑکوں کو سامان تجارت نہ دو بلکہ اس کی پوری حفاظت رکھو اور اندیشہ ہلاکت سے بچاؤ اور جب تک ان کو نفع نقصان کا ہوش نہ آئے اس وقت تک ان کو اس مال میں سے کھلاؤ پلاؤ اور تسلی دیتے رہو کہ یہ سب مال تمہارا ہی ہے، ہم تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں جب سمجھدار ہو جاؤ گے، تم کو ہی دے دیں گے اور بلوغ کے بعد بھی جب تک مال کی حفاظت اور اپنے نفع نقصان کی سمجھ کا سلیقہ نہ آئے، مال ان کے حوالے نہ کرنا چاہیے۔

۵۔ سرپرست اگر دولت مند ہے تو اس کے لیے یتیم کے مال سے کچھ لینا جائز نہیں ہے اور اگر تنگدست ہے تو اپنی خدمت کے موافق لے سکتا ہے۔

۶۔ یتیم کے مال کو اس کے بڑے ہونے کے خوف کی وجہ سے جلد خرچ کرنا درست نہیں ہے۔

۷۔ قبل از اسلام یتیم بچوں کو وراثت سے حصہ نہیں ملتا تھا۔ قرآن مجید میں یتیم بچوں کو وراثت دینے کی خصوصی تلقین کی گئی ہے۔

۸۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وعید دی ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں یعنی اس ناحق مال کھانے کا انجام دوزخ ہے۔ (خلاصہ تفسیر عثمانی النساء ۲، ۵ تا ۱۰)

اسی طرح محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات گرامی حسب ذیل ہیں

(۱) میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ (صحیح بخاری)

(۲) جو آدمی کسی یتیم کے سر پر (از راہ شفقت) ہاتھ پھیرتا ہے اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اس کو ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملے گی۔ (مسند احمد و ترمذی)

(۳) جس نے کسی یتیم کے خورد و نوش کا انتظام کیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کر لے۔ (شرح السنہ)

یتیم بچوں کی کفالت

معاشرہ میں بچیوں کی تعلیم و تربیت، خاص اہمیت کی حامل ہے اور پھر یتیم بچیاں؟ ان کی کفالت و تربیت کی اہمیت کا کیا کہنا! قرآن مجید میں ان کی بابت حسب ذیل احکام مذکور ہیں۔

۱۔ عہد نبوت میں یہ معمول تھا کہ یتیم لڑکی جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں اور وہ اپنے ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت باہمی شریک ہوتی تو اب دو صورتیں پیش آتی تھیں۔

(الف) کبھی یہ ہوتا کہ ولی کو اس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے تو وہ ولی اس سے تھوڑے سے مہر پر نکاح کر لیتا تھا کیونکہ کوئی دوسرا شخص اس لڑکی حق مانگنے والا نہ ہوتا تھا۔

(ب) کبھی یہ ہوتا کہ یتیم لڑکی کی صورت تو مرغوب نہ ہوتی مگر ولی یہ خیال کرتا کہ دوسرے سے نکاح کر دوں گا تو لڑکی کا مال میرے قبضہ سے نکل جائے گا اور میرے مال میں دوسرا شریک ہو جائے گا۔ اس مصلحت سے نکاح تو کر لیتا مگر منکوحہ سے کچھ رغبت نہ رکھتا تھا۔

ان دونوں خرابیوں کے ازالہ کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے کہ تم یتیم لڑکیوں کی بابت انصاف نہ کر سکو گے اور ان کے حق مہر اور ان کے ساتھ حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہو گی تو تم ان سے نکاح مت کرو اور ان کے علاوہ جو عورتیں تم کو مرغوب ہوں ان سے نکاح کر لو ایک سے چار تک اجازت ہے اس سے یتیم لڑکیوں کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا اور تم بھی کسی خرابی اور گناہ میں نہیں پڑو گے۔ (النساء ۳، ۴)

۲۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ دور جاہلیت میں نابالغ لڑکوں کے علاوہ عورتوں کو بالکل حصہ نہیں ملتا تھا خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ، یتیم ہوں یا نہ ہوں۔ اسلام نے آکر اس رسم بد کو توڑا اور بچوں اور بچیوں کے حقوق کا تعین کیا اور انہیں تحفظ فراہم کیا۔ عورتوں کو وراثت سے حق ملنے کا ذکر النساء آیت ۷ میں ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات، اس بارے میں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ جوان ہو گئیں میں اور وہ قیامت والے دن اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا۔ (صحیح مسلم)

۲۔ جس نے تین بچیوں کی یا تین بہنوں کی پرورش کی پس ان کو ادب سکھایا اور ان پر شفقت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تربیت سے مستغنی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس دو لڑکیاں ہوں تو پھر؟ آپؐ نے فرمایا دو کی پرورش پر بھی اسی طرح ثواب ملے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اگر صحابہ ایک بچی کی پرورش پر جنت ملنے کا دریافت کرتے تو آپ مثبت جواب ہی دیتے۔ (شرح السنۃ)

۳۔ وہ شخص جس کی کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور سے حقیر نہ سمجھے اور لڑکے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ (سنن ابی داؤد)

۴۔ وہ عورت جس نے اولاد کی پرورش کی خاطر دوسری شادی نہیں کی اور محنت مزدوری کی وجہ سے اس کا رنگ بھی ماند پڑ گیا ہے وہ اور میں قیامت والے دن اس طرح ہوں گے۔ یزید بن زریع راوی نے یہ حدیث سنا کر انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (سنن ابی داؤد)

بچوں کی تعلیم و تربیت

بچوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں گزشتہ حوالہ جات سے بھی اشارات سمجھ آتے ہیں۔ مزید برآں چند نصوص حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔" اور یہ بات ظاہر ہے کہ انسان اپنی بیوی بچوں کو ان کی تعلیم و تربیت کر کے ہی دوزخ کی آگ سے بچا سکتا ہے۔

۲۔ تعلیم و تربیت کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ زیر تربیت افراد سے جو کج روی، سستی، کمزوری سرزد ہو اس سے اعراض کیا جائے اور حکمت عملی سے کام لیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں سورہ التغابن آیت ۱۴ میں اہل و عیال سے خبردار رہنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ وہ الٹا تمہاری گمراہی کا سبب نہ بن جائیں اور ساتھ ساتھ انہیں معاف کرنے، تحمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

۳۔ قرآن مجید میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور بعض دیگر انبیاء کرام کی اپنی اولاد کے لیے دعائیں ذکر کی گئی ہیں۔ جن سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ والدین کو اپنی اولاد کے لیے اساتذہ کرام کو اپنے تلامذہ کے لیے خصوصی دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ یہ قبولیت کا زیادہ استحقاق رکھتی ہیں۔

۴۔ قرآن مجید میں حضرت لقمان کی اپنی صاحبزادہ کو نصیحتیں نقل کی گئی ہیں اس سے بھی اولاد کی تربیت خصوصاً دینی تربیت کی اہمیت اور قدر و منزلت واضح ہوتی ہے۔

۵۔ آدمی کا اپنے بچہ کی تربیت کرنا، اللہ کے راستہ میں ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (جامع ترمذی)

۶۔ والد کا اپنی اولاد کے لیے، اچھی تعلیم و تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہے۔ (جامع ترمذی)

۷۔ والدین نہ صرف بچوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں بلکہ انہیں جھوٹ سکھاتے بھی ہیں کہ جاؤ باہر ایک آدمی کھڑا ہے اسے کہہ دو ابو گھر میں نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک عورت نے اپنے بچے کو بلایا کہ آ میں ایک چیز دوں گی۔ آپؐ نے دریافت کیا تو کیا دینا چاہتی ہے اس نے کہا کہ کھجور دینا چاہتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اما انک لو لم تعطه کتبت علیک کذبة کہ اگر تو اسے نہ دیتی تو تیرا جھوٹ لکھا جاتا۔

۸۔ یتیم بچوں کی کفالت، تعلیم و تربیت، اسلامی حکومت کے ذمہ ہو گی جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے طرز عمل سے واضح ہے کہ آپ نے ایک عورت کو محض وظیفہ کی خاطر اپنے بچے کا دودھ چھڑانے سے منع کر دیا اور آئندہ سے بچہ کی پیدائش سے ہی اس کا روزینہ مقرر کرنے کا اعلان کیا تھا۔

۹۔ تعلیم و تربیت کے علاوہ دیگر معاشرتی حقوق بھی ان کے حالات کے مناسب بچوں کو حاصل ہوں گے مثلاً بیمار ہونے پر علاج کا حق لڑائی میں قتل و غارت سے محفوظ رہنے کا حق، حفظ جان و مال کا حق، آزادی نقل و حرکت کا حق وغیرہ وغیرہ۔

چائلڈ لیبر کا مسئلہ

اس وقت بچوں سے جبری محنت و مشقت کرانا، ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے۔ یورپ و امریکہ، دنیا کو یہ تاثر دینے میں کامیاب رہے ہیں کہ ان کے ہاں بچوں سے جبری مشقت نہیں کرائی جاتی اور یہ ممالک، انسانی حقوق کے علمبردار بنتے ہوئے دنیا کے ترقی پذیر ممالک پر رعب جما رہے ہیں۔ حتیٰ کہ پاکستان ایسے ممالک کی امداد بھی انسانی حقوق سے مشروط کی جا رہی ہے۔ امریکہ و یورپ اس پر نازاں ہیں کہ انسانی حقوق پر سب سے پہلے آواز اٹھانے کا شرف ہمیں حاصل ہے لیکن انہیں اسلام کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہے کہ

کہکشاں بن کر ابھرے ہیں، شمس و قمر کہلائے ہیں
ہم جن راہوں سے گزرے ہیں، نقش قدم چھوڑ آئے ہیں

چائلڈ لیبر کی ممانعت کا قانون بنا کر فخر کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام، اس بارے میں چودہ سو سال پہلے ہی ہدایات جاری کر چکا ہے۔

ابو سهيل بن مالك بن ابيه انه سمع عثمان بن عفان يقول فی خطبته حين ولی ولا تكلفوا الصبيان الكسب فانه متى كلفتموهم الكسب سرقوا ولا تكلفوا الامة غير ذات الصنعة الكسب فانكم متى كلفتموها ذلك كسبت بفرجها وعفوا اذا عفكم الله وعليكم من المطاعم لما طاب منها اخرجه الموطا (جامع الاصول ج ۱۰ ص ۵۸۹)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ بن عفان نے جبکہ آپ خلیفہ بنائے گئے، لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اور تم بچوں کو کمائی کرنے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اگر تم انہیں کمائی پہ مجبور کرو گے تو وہ چوری کرنے لگیں گے اور تم غیر ہنر مند لونڈیوں کو کمائی کرنے پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو وہ بدکاری کے ذریعہ کمائی کریں گی اور تم پاکدامنی اختیار کرو جب اللہ تمہیں پاکیزہ رکھے اور جو کھانے تمہیں پسند ہوں کھایا کرو۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مذکورہ اسلامی تعلیمات کے باوجود اکثر اسلامی ممالک میں بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا' اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان حکمران اسلامی تعلیمات پر یقین کامل نہیں رکھتے اور اگر تھوڑا بہت یقین ہے بھی سہی تو اسلام کے نفاذ کے لیے امریکہ وغیرہ سامراجی طاقتوں کی اجازت کے منتظر رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ سامراجی طاقتیں' اسلامی ممالک میں اسلام کا بول بالا کب برداشت کر سکتی ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ

کل اپنے عروج پہ تھی حیرت اس کو
آج اپنے زوال پہ ندامت بھی نہیں

اور آج اقوام متحدہ ہمیں بچوں کے حقوق کا درس دے رہی ہے' یہ مقام عبرت ہے

غیروں سے سدا مانگتا پھرتا ہے اجالے
جو اپنے سویروں کی حفاظت نہیں کرتا

بچوں کے حقوق اور مغرب

تہذیب نو کے عہد میں انسانیت کے ساتھ
انساں نے کیا سلوک کیا' دیکھتے چلیں

ہم مذکورہ عنوان کے تحت دو طرح کی بحث کریں گے۔

اول یہ کہ آیا امریکہ و یورپ میں بچوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہم پروفیسر اشفاق علی خان کے مضمون کا ایک طویل اقتباس' بلا تبصرہ نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔

دوم یہ کہ کیا بچوں کا صرف ایک ہی حق ہے کہ انہیں جبری مشقت سے بچایا جائے یا ان کے اور حقوق بھی ہیں؟ اگر ان کے دیگر حقوق ہیں اور یقیناً ہیں تو مغرب اس ضمن میں کیا کر رہا ہے؟

بچوں کی مشقت' امریکہ اپنے گریبان میں جھانکے

اس عنوان کے تحت محترم پروفیسر اشفاق علی خان' اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ امریکہ کے ایک کثیر الاشاعت روزنامے یو ایس اے ٹوڈے کے ۵ جون ۱۹۹۶ء کے شمارے میں صفحہ دس بی (10-B) پر ایک مضمون چھپا ہے جس کے عنوان کا ترجمہ ہے۔ مضمون نگار کا نام ڈیل جونز ہے' اس مضمون کی تلخیص ہم پروفیسر اشفاق علی خان کے قلم سے بعینہ نقل کرتے ہیں

"اب ہم کپڑے سینے کے کاروبار میں بچوں سے مشقت لینے اور مفلس ضرورت مندوں سے کوڑیوں کے مول محنت کرانے کے رجحان کی طرف آتے ہیں جس کا ذکر اس سے قبل کیا جا چکا ہے۔ ڈیل جونز لکھتا ہے کہ امریکہ میں اس لاقانونیت کا ختم کر دینا تقریباً" ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ کپڑے سلانے کے ٹھیکیدار' امریکہ کے بڑے شہروں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں کارکنوں کو ان کے گھروں میں کام پہنچا دیتے ہیں۔ یہ کارکن اکثر و بیشتر ایشیائی ممالک سے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہت سے سولہ سال سے کم عمر کے بچے ہوتے ہیں اور اگرچہ کسی مزدور کو سوا چار ڈالر فی گھنٹہ سے کم اجرت دینا خلاف قانون ہے۔ یہ ضرورتمند اس نرخ سے کم معاوضے پر کام کرتے ہیں۔ امریکہ کے محکمہ لیبر کا کہنا ہے کہ اس معاملے میں قانون کا لاگو کرنا تقریباً" ناممکن ہے کیونکہ گھروں میں سلائی کرنے والے وسیع علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ ان ٹھیکیداروں کے لیے کام کرتے ہیں جو انہیں گھر پر کٹے ہوئے کپڑوں کے حصے پہنچا دیتے ہیں۔ یہ ٹھیکیدار' اوقات کار کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھتے اور ہر سلے ہوئے کپڑے کے لیے نقد ادائیگی کرتے ہیں' مضمون نگار کے مطابق ایک بلاؤز یعنی عورتوں کی جیکٹ کے لیے سوا ڈالر اور پورے لباس کے لیے آٹھ ڈالر دیتے ہیں جبکہ قانونی اجرت چار ڈالر فی گھنٹہ سے زیادہ ہے' ڈیل جونز لکھتا ہے (یا لکھتی ہے) کہ کوئی نہیں جانتا کہ گھروں میں سلائی کرنے والے کارکن کتنے ہیں' ایک ریاست ٹیکساس کے دو شہروں ڈیلاس اور فورٹ ورتھ کے دو شہروں میں جن کی آبادی دس لاکھ اور پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے' ایسے کام کرنے والوں کی تعداد کا اندازہ بیس ہزار سے اسی ہزار تک لگایا گیا ہے' اس کے علاوہ ریاست کیلی فورنیا میں بھی یہ کاروبار زوروں پر ہے جہاں قانون کے نفاذ کی کوئی امید نہیں۔ جن گھروں میں یہ کام ہوتا ہے۔ وہاں کھٹکھٹانے پر شاذ ہی کوئی دروازہ کھولتا ہے کوئی شکایت نہیں کرتا کیونکہ ضروریات کے لیے خاصی رقم مل جاتی ہے' بروس ہاورڈ' محکمہ کا اہلکار کہتا ہے کہ پانچ سال کے بچے بھی اس محنت میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ کاروبار کرانے والے ٹھیکیدار کئی واجبات' بجلی کی قیمت اور فیکٹری کے کرائے سے بچ جاتے ہیں' سلائی کی صنعتی مشینیں جن کی قیمت دو سے تین ہزار ڈالر تک ہوتی ہے' ان مشینوں کی قیمت مزدور خود ادا کرتے ہیں۔

اس قانون کے خلاف کام کی وجہ سے یو ایس اے میں بنے ہوئے' سلے سلائے کپڑے غریب ترین ممالک کے بنائے ہوئے مال کا قیمتوں کے لحاظ سے مقابلہ کرتے ہیں لیکن جو امریکی صنعتکار' باقاعدہ طور پر اپنی فیکٹریوں میں قانون کے مطابق یہ کام کرتے ہیں وہ خسارے میں جا کر کام بند کر دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایک کارخانے دار جیکی سیلر کہتی ہے کہ اس فیکٹری میں باقاعدہ کاری گر تمیں تھے' اب ایک رہ گیا ہے۔ جیکی کا خیال ہے کہ جب بات ہوتی ہے تو امریکہ کے ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ وہ بچوں سے

(بقیہ صفحہ ۷ پر)